



## سوال

(110) نماز میں عورت کی امامت

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک سوال درپیش ہے کہ کیا عورت عورتوں کی امامت یا عورتوں مردوں کی اکٹھی امامت کرا سکتی ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (پروفیسر محمد اکرم کھجور، جلال بلکن ضلع گوجرانوالہ)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلے میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ کیا عورت نماز میں عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ اس کے جواز کا قائل ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے۔

"وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتنا وجعل لها مؤذنا لمؤذن لنا، وأمر بأن تؤم أهل دارها"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان (ام ورتقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ملاقات کے لیے ان کے گھر جاتے آپ نے ان کے لیے اذان دینے کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا اور آپ نے انہیں (ام ورتقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) حکم دیا تھا کہ انہیں (اپنے قبیلے یا محلے والیوں کو) نماز پڑھائیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء 593 وعنه البيهقي في الخلاقات قلمی 4ب)

یہ سند حسن ہے اسے ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (1676) اور ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ (المتقی: 333) نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کے بنیادی راوی ولید بن عبد اللہ بن جمح صدوق، حسن الحدیث تھے۔ (دیکھئے تحریر قریب التہذیب: 7432)

یہ صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے لہذا اس پر جرح مردود ہے۔

ولید کے استاد عبد الرحمن بن خلاد ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث تھے لہذا ان پر "حالہ مجہول" والی جرح مردود ہے۔



لیلی بنت مالک (ولید بن جمیع کی والدہ) کی توثیق ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حدیث کی صحیح کر کے کر دی ہے لہذا ان کی حدیث بھی حسن کے درجہ سے نہیں گرتی۔

اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اس کے لیے دو اہم باتیں مد نظر رکھیں۔

اول: حدیث حدیث کی شرح و تفسیر بیان کرتی ہے اس کے لیے حدیث کی تمام سندوں اور متون کو جمع کر کے مفہوم سمجھا جاتا ہے۔

دوم: سلف صالحین (محدثین کرام راویان حدیث) نے حدیث کی جو تفسیر اور مفہوم بیان کیا ہوتا ہے اسے ہمیشہ مد نظر رکھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ سلف کے مابین اس مفہوم پر اختلاف نہ ہو۔ أم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث پر امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 311ھ) نے درج ذیل باب باندھا ہے۔

"باب إمامة المرأة للنساء في الفريضة"

فرض نماز میں عورت کا عورتوں کی امامت کرنے کا باب"

(صحیح ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ 3/89 ح 1676) امام ابو بکر بن المنذر النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 318 ح) فرماتے ہیں:

"إمامة المرأة للنساء فقط" "توم المرأة للنساء في الصلاة" "المكتوبة"

"فرض نمازوں میں عورت کا عورتوں کی امامت کرنے کا ذکر" (الاورسط فی السنن والایجام والاختلاف ج 4 ص 226)

ان دونوں محدثین کرام کی تبویب سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں "أَنَّ دَارِبًا" سے مراد عورتیں ہیں مرد نہیں ہیں محدثین کرام میں اس تبویب پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام ابوالحسن الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 385ھ) فرماتے ہیں:

"حدثنا احمد بن العباس بنغوي: حدثنا عمر بن شبة (حدثنا) البوروي الدارقطني عن الوليد بن جميح عن أمه عن أم ورقة: «أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أذن لها أن يؤذن لها ويقام وتوم نساءها"

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے أم ورقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اس کی اجازت دی تھی کہ ان کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی (گھر محلے کی) عورتوں کی (نماز میں) امامت کریں۔"

(سنن دارقطنی ج 1 ص 279 ح 1071 وسندہ حسن وعنه ابن الجوزي في التحقيق مع التفتيح 1/253 ح 424 وضعه دوسر 313 ح 387323)

اس روایت کی سند حسن ہے اور اس پر علامہ ابن الجوزی کی جرح غلط ہے۔

الواحد محمد بن عبد اللہ بن الزبیر الزبیری کتب سنیہ کے راوی اور جمہور کے نزدیک ثقہ تھے لہذا وہ صحیح الحدیث ہیں۔

امام بیہقی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ثقہ البوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صدوق الواحتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"حافظ للحدیث عابد مجتہد لہ اوہام"

حدیث کے حافظ محنتی عبادت گزار، آپ کو اوہام ہوئے۔ (الجرح والتعديل 7/297)



عمر بن شہبہ: صدوق لہ تصانیف (تقریب التہذیب: 4918) بلکہ ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب 3/79) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ثقہ (لکاشف 2/272)

احمد بن العباس البغوی: ثقہ تھے۔ (تاریخ بغداد 4/329 ت 2144)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ ہے۔ اس صحیح روایت نے اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ:

"أَبْنُ دَارِبَانَ" سے مراد اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر، محلے اور قبیلے کی عورتیں ہیں۔ مرد مراد نہیں ہیں۔

(تنبیہ: اس سے معلوم ہوا کہ اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیچھے ان کا مؤذن نماز نہیں پڑھتا تھا)

یہاں یہ بات حیرت انگیز ہے کہ کوئی پروفیسر خورشید عالم نامی (؟) لکھتے ہیں۔

"یہ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے لپنے الفاظ ہیں حدیث کے الفاظ نہیں۔ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ سنن دارقطنی کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ اضافہ نہیں، اس اضافے کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا" (اشراق 17/5 مئی 2005ء ص 3839)

حالانکہ آپ نے ابھی پڑھ لیا ہے کہ حدیث کے الفاظ ہیں دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے لپنے الفاظ نہیں ہیں بلکہ راویوں کی بیان کردہ روایت کے الفاظ ہیں۔ انہیں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی "اپنی رائے" کہنا غلط ہے۔ جن لوگوں کو روایت اور رائے میں فرق معلوم نہیں ہے وہ کیوں مضامین لکھ کر اُمت مسلمہ میں اختلاف و انتشار پھیلاتا چاہتے ہیں؟ رہا یہ مسئلہ کہ یہ الفاظ سنن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہیں تو عرض ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ و قابل اعتماد امام تھے۔

شیخ الاسلام ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ الطبری (متوفی 450ھ) نے کہا:

"كان الدار قطنی أمير المؤمنين في الحديث"

حدیث میں دارقطنی اہل ایمان کے امیر تھے۔ (تاریخ بغداد 12/36 ھ 6404)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 363ھ) نے کہا:

"قال عنه الخطيب البغدادي: "كان فريد عصره، وقرع دهره، ونسج وحده، وإمام وقته، انتهى إليه علم الأثر والمعرفة بعلم الحديث، وأسماء الرجال، وأحوال الزواة، مع الصدق والأمانة، والفقه والعدالة، وقبول الشهادة، وصحة الاعتقاد، وسلامة اللفظ، والاضطلاع بعلوم سوى علم الحديث".

وہ دیکھتا ہے روزگار لپنے زمانے کے سردار علم و ہنر میں بیگانہ اور لپنے زمانے کے امام تھے۔ عظیم حدیث عمل کی معرفت، اسماء رجال اور راویوں کے حالات معلوم کرنا ان پر ختم تھا وہ سچائی امانت، فقہ عدالت (اور ثقاہت) قبول شہادت، صحت اعتقاد اور سلامت مذہب کے ساتھ موصوف تھے۔ (تاریخ بغداد 123 ت 6404)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"الدارقطنی الإمام الحافظ المجد شيخ الإسلام علم الجهادة" (سير اعلام النبلاء 16/449)

اس جلیل القدر امام پر متاخر حنفی فقیہ محمد بن احمد العینی (متوفی 855ھ) کی جرح مردود ہے۔ عبد الحئی لکھنوی نے اس عینی کے بارے میں لکھا:



"ولولم يكن فيه رائحة التعصب المذہبی لكان أجدوا أجود"

اگر اس (یعنی) میں مذہبی (یعنی حنفی) تعصب کی بدولت نہ ہوتی تو بہت ہی لہجہ ہوتا (الفوائد البسیہ ص 208)

تنبیہ: امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ تدریس کے الزام سے بری ہیں۔

دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (19/1)

جب حدیث نے بذات خود حدیث کا مفہوم متعین کر دیا ہے اور محدثین کرام بھی اس حدیث سے عورت کا عورتوں کی امامت کرانا ہی سمجھ رہے ہیں تو پھر لغت کی مدد اور الفاظ کے ہیر پھیر سے عورتوں کو مردوں کا امام بنا دینا کس عدالت کا انصاف ہے؟

ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

"وہذہ زیادۃ یجب قبولہا"

اور اس زیادت (نساء ہا) کا قبول کرنا واجب ہے (المغنی 2/16 م 1140)

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ آثار سلف صالحین سے صرف عورت کا عورتوں کی امامت کرنا ہی ثابت ہوتا ہے۔ عورت کا مردوں کی امامت کرنا کسی اثر سے ثابت نہیں ہے۔

ربط الحنفیہ (قال الحنفی: کوفیۃ تابعیۃ ثقہ) سے روایت ہے۔

"أَتَنَا عَائِشَةُ فَهَاتَمَتْ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ"

ہمیں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرض نماز پڑھائی تو آپ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئی تھیں۔

(سنن دارقطنی 1/404 ح 1429 وسندہ حسن وقال النیسومی فی آثار السنن 514"واسنادہ صحیح" وانظر کتابی انوار السنن فی تحقیق آثار السنن ق 103)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (مشور تابعی) نے فرمایا:

"تَوَمَّ الْبِنَاءُ، تَقْوَمُ مَعْتَرٍ فِي صَفِّهِ"

"عورت عورتوں کو رمضان کی نماز پڑھانے (تو) وہ ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 2/89 ح 4955 وسندہ صحیح عن عنتیہ ہشیم عن حصین مملوۃ علی

السماع انظر شرح علل الترمذی لابن رجب 2/562 والفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین لراقم الحروف 3/111)

ابن جریج نے کہا: "عورت جب عورتوں کی امامت کرانے کی تو وہ آگے کھڑی نہیں ہوگی بلکہ ان کے برابر (صف میں ہی) کھڑی ہو کر فرض و نفل پڑھائے گی"

مصنف عبدالرزاق 3/140 ح 5080 اس روایت کی سند عبدالرزاق کی تدریس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے)

معمر بن راشد نے کہا:



## "تو من فی رمضان، و تقوم معین فی الصفت"

اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے کہ عورت جب عورتوں کو نماز پڑھانے کی تو صفت سے آگے نہیں بلکہ صفت میں ہی ان کے ساتھ برابر کھڑی ہو کر نماز پڑھانے لگی۔  
مجھے ایسا ایک حوالہ بھی باسند نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو کہ سلف صالحین کے سنہری دور میں کسی عورت نے مردوں کو نماز پڑھائی ہو یا کوئی مستند عالم اس کے جواز کا قائل ہو۔  
(اسی طرح کسی روایت میں اُم و رقدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤذن کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی قطعاً ثابت نہیں)

ابن رشد (متوفی 515ھ) وغیرہ بعض متاخرین نے بغیر کسی سند و ثبوت کے یہ لکھا ہے۔ کہ ابو ثور (ابراہیم بن خالد متوفی 240ھ) اور محمد بن جریر (الطبری متوفی 310ھ) اس بات کے قائل ہیں کہ عورت مردوں کو نماز پڑھا سکتی ہے۔ (دیکھئے ہدایۃ الجہت ج 1 ص 145، المغنی فی فقہ الامام احمد 2/15 مسئلہ: 1140)  
چونکہ یہ حوالے بے سند ہیں لہذا مردود ہیں۔

### خلاصۃ التحقیق:

عورت کا نماز میں عورتوں کی امامت کرنا جائز ہے مگر وہ مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ وما علینا الا البلاغ (3 ربیع الاول 1426ھ) (الحدیث: 15)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب الصلاة - صفحہ 287

محدث فتویٰ